خلفائے راشدین اور اجتہاد و تشریع

جناب ڈاکٹر خورشید احمد فارق صاحب صدر شعبۂ عربی دہلی یونیورسٹی

مسلمانوں کے عوام اور بیشتر خواص کا یہ عقیدہ رہا ہے کہ خلفائے راشدین قانون یا قانونی استنباط کے لئے قرآن، سنت اور ایک دوسرے کے عمل کی طرف جو قرآن و سنت ہی پر مبنی ہوتا' رجوع کیا کرتے تھے اور اپنا شخصی اجتہاد یا تو استعمال ہی نہ کرتے اور اگر کرتے تو بہت ہی شاذونادر، بالفاظِ دیگر ان کی قانون سازی کا سب سے پہلا ماخذ تھا قرآن، پھر سنت' پھر ایک دوسرے کا عمل' اور سب سے آخر میں اور بدرجۂ مجبوری شخصی اجتہاد' یہ عقیدہ مسلمانوں کے بہت سے دوسرے عقیدوں کی طرح غلط فہمی پر مبنی ہے، تحقیق سے ظاہر ہوتا ہے کہ (۱) خلفائے راشدین کی قانون سازی کا سب سے بڑا سرچشمہ خود اُن کا اجتہاد تھا' اور اس کے بعد قرآن و سنت وغیرہ' نیز یہ کہ (۲) مصالحِ وقت یا مفادِ عامہ کے پیشِ نظر وہ مدنی قرآن کے ضابطوں، رسول اللہ صلعم کی سنت' اور ایک دوسرے کی رائے اور عمل کو بھی نظر انداز کر دیتے تھے۔

اپنے اجتہاد کو پہلا مقام دینے کی وجہ یہ تھی کہ ان کے عہد میں نئے نئے ملکوں میں لشکر کشی، فتوحات اور مختلف تمدنوں سے رابطہ' نیز عرب مدنیت کے ارتقاء کے زیر اثر بہت سے ایسے مسائل پیدا ہو گئے تھے جن کا حل نہ تو قرآن میں تھا، نہ سنت میں، قرآن میں لگ بھگ چھ ہزار آیات ہیں لیکن اُنکا تیسواں حصہ یا دو سو آیات بھی قانون فراہم نہیں کرتیں، مکی آیات جو دو تہائی قرآن پر مشتمل ہیں، قوانین سے یکسر خالی ہیں، اُن میں اسلام کا فلسفہ سمویا گیا ہے، یعنی وہ بنیادی اور ابدی اصول جن سے اسلامی اساسِ فکر کی تعمیر ہونی چاہئے، قوانین صرف مدنی قرآن میں بیان کئے گئے ہیں، وہ یا تو ایک

سادہ اور سپاٹ نے' اسلامی عرب معاشرہ کے مذہبی و مدنی معاملات سے متعلق ہیں جیسے نماز' روزہ، شادی بیاہ، زکوٰۃ اور چوری' یا ان کا تعلق اُن جنگی امور سے ہے جو مدینہ میں رسول اللہ صلعم کے آخری دس سالہ ایامِ حیات میں آس پاس کے قبیلوں سے ان کی ہونے والی جنگوں کے دوران پیدا ہوئے تھے۔ جیسے شکست خوردہ دشمن سے برتاؤ، جزیہ اور مالِ غنیمت، اکثر و بیشتر ان قوانین کی حیثیت موٹے موٹے ضابطوں سے زیادہ نہیں، ان میں نہ تفصیلات ہیں نہ تفریعات -

سنّت کا دائرہ قرآنی تشریع کی نسبت زیادہ وسیع تھا، لیکن نئے حالات، نئے حوادث' اور نئے ملکوں میں پیدا ہونے والے گوناگوں مسائل کا حل فراہم کرنے سے سنّت بھی قاصر تھی، اس لئے خلفائے راشدین کے لئے ضروری تھا کہ اجتہاد کی طرف رجوع کرتے۔ یہاں ہمارا مقصد اُن بے شمار اجتہادات کی فہرست پیش کرنا نہیں جن کا سہارا خلفائے راشدین نے قرآن و سنت کی خاموشی کے باعث لیا تھا بلکہ یہاں ہم ان کے ایسے اجتہادوں کی چیدہ مثالیں پیش کرنا چاہتے ہیں جو انھوں نے قرآن یا سنت یا ایک دوسرے کی رائے اور عمل سے بے نیاز ہو کر ضرورت اور مصلحت کے تقاضے پورا کرنے کے لئے اپنی کارگاہِ عقل میں ڈھالے تھے۔

عہدِ صدیقی (سوا دو سال از ۱۱ھ تا ۱۳ھ)

ابوبکر صدیق کا اجتہاد سنّتِ نبی کے خلاف

(۱) رسول اللہ صلعم کی وفات پر جب ملکِ عرب میں بغاوتوں کا بازار گرم ہوا اور ہر طرف عرب قبیلے مدینہ کی ماتحتی سے آزادی کا اعلان کرنے لگے تو نجد کے کئی طاقتور قبائل کا ایک وفد مدینہ آیا اور اکابر صحابہ سے کہا کہ ہمارے ہم قوموں میں آپ کی مقرر کردہ زکوٰۃ سے ناراضگی اور بے چینی پھیلی ہوئی ہے' اگر آپ ان کو زکوٰۃ سے مستغنی کر دیں تو وہ اسلام پر قائم رہیں گے ورنہ بغاوت کر کے مدینہ پر حملہ کر دیں گے۔ مدینہ کے باشندے ہر طرف بغاوتوں کی سیاہ گھٹائیں اٹھتی دیکھ کر پریشان تھے، اکابر صحابہ رضؓ نے ابوبکر صدیق کو مشورہ دیا کہ وفد کی شرط کو مان لیں اور جب تک اسلام کے پیر مضبوط نہ ہو جائیں عربوں سے زکوٰۃ کا مطالبہ نہ کریں۔ اس مشورہ کی تائید میں عمر فاروق اور ابوعبیدہ بن جراح جیسے باا ثر صحابہ نے کہا کہ

رسول اللہ صلعم کا عمل اِس اصول پر تھا کہ جو شخص زبان سے لا إلٰہ إلا اللّٰہ کا بول ادا کردے اس کی جان ومال کو کوئی نقصان نہیں پہنچایا جا سکتا اور چوں کہ ارکانِ وفد اور ان کے ہم قوم زکوٰۃ سے معافی کے بعد توحید پر قائم رہنے کو تیار ہیں اس لئے ہمارے لئے جائز نہیں کہ اُن سے جنگ کریں، ابوبکر صدیق کی رائے تھی کہ اگر وفد کا مطالبہ مان لیا گیا تو اس سے اسلام کی کمزوری ظاہر ہوگی۔ (۲) عربوں کی جرأت اور کج دماغی بڑھ جائے گی اور وہ نئے نئے مطالبے کرنے لگیں گے۔ اور (۳) سرکاری آمدنی کے بند ہونے سے جس کا سب سے بڑا ذریعہ زکوٰۃ تھی، جہاد اور اشاعتِ اسلام کی مہم سست پڑجائیگی اس لئے انھوں نے نہ تو رسول اللہ صلعم کی سنت پر عمل کیا اور نہ صحابہ کا مشورہ مانا، انھوں نے اعلان کردیا کہ زکوٰۃ سے چھوٹ نہیں دی جائے گی اور اگر کوئی قبیلہ زکوٰۃ کے اونٹ کا بندھن تک دینے سے انکار کرے گا تو اس کے خلاف جنگی کارروائی کی جائے گی [1]

(۲) رسول اللہ صلعم کے زمانہ میں جو مسلمان شراب پیتا اس کی سزا کوئی حد مقرر نہ تھی، رسول اللہ صلعم صحابہ کو حکم دیتے کہ اس کو پیٹو، صحابہ چانٹوں، گھونسوں اور کھجور کی سنٹیوں سے اس کی خبر لیتے اور کبھی اس کے سر اور منہ پر خاک بھی برساتے، جب اس کی کافی مرمت ہوجاتی تو رسول اللہ صلعم مار بند کرا دیتے، ابوبکر صدیق رض کے زمانہ میں شراب نوشی بڑھی تو انھوں نے اس کی روک تھام کے لیے چالیس کوڑوں کی سزا مقرر کی ہے [2]

(۳) ایک عورت رسول اللہ صلعم کے پاس آئی اور کہا: میرے شوہر نے مجھے طلاق دیدی ہے اور میرا بچہ لینا چاہتا ہے جس کو میں نے نو ماہ پیٹ میں رکھا اور دو سال سینہ سے لگا کر دودھ پلایا، میرے ساتھ انصاف کیجئے۔ رسول اللہ صلعم: اگر تم نے دوسری شادی نہ کی تو لڑکا تمہارے قبضہ میں رہے گا اور اگر شادی کرلی تو لڑکا تمہارے پہلے شوہر کا ہو جائے گا۔

عمر فاروق رض نے اپنی ایک انصاری بیوی کو جن سے اُن کا بچہ عاصم پیدا ہوا تھا طلاق دی، طلاق کے بعد عاصم کی ماں نے دوسرے شخص سے شادی کرلی، ایک دن عمر فاروق رض عاصم کو جب وہ گھر سے دور کھیل رہا تھا۔

[1] تاریخ ردّہ (ندوۃ المصنفین دہلی) ص ۲۰ – [2] سنن الکبری بیہقی حیدرآباد ہند ۸/۳۲۰ - ۳۲۱ -

اٹھالے گئے اور خود اس کا سرپرست بننا چاہا، عاصم کی نانی نے ابوبکر صدیق سے شکایت کی تو انھوں نے عاصم کو عمر فاروق رضؓ سے ان کے احتجاج کے باوجود واپس لے لیا اور نانی کے حوالہ کر دیا۔[1]

ابوبکر صدیق رضؓ اور عمر فاروق رضؓ کا اجتہادی اختلاف

رسول اللہؐ کی طرح ابوبکر صدیق رضؓ بھی عمر فاروق رضؓ کی رائے کا خاص احترام کرتے تھے۔ عمر فاروق رضؓ ابوبکر صدیق رضؓ کے گہرے دوست اور دست راست تھے اور ان پر خوب چھائے ہوئے تھے، اس کے باوجود ابوبکر صدیق بہت سے معاملات میں اپنے اجتہاد سے کام لیتے اور عمر فاروق رضؓ کا مشورہ نظر انداز کر دیتے اور ان کی خفگی تک کی پرواہ نہ کرتے تھے۔

مثالیں

۱۔ ابوبکر صدیق رضؓ کے جنرل خالد بن ولید رضؓ نے نجد کے قبائلی سردار مالک بن نُویرہ کو جس کا اسلام ان کی نظر میں مشتبہ تھا، قتل کر دیا تھا۔ یہ بات خالد رضؓ کی فوج کے متعدد صحابہ کو ناگوار گذری اور انھوں نے مدینہ جا کر ابوبکر صدیق رضؓ سے شکایت کی کہ خالد رضؓ نے مالک کو جو مسلمان تھا ناحق قتل کر دیا اور اس کی حسین بیوی سے شادی کر لی، اس رپورٹ پر عمر فاروق رضؓ نے ابوبکر صدیق رضؓ کو مشورہ دیا کہ خالد رضؓ کو معزول کیا جائے اور مالک کی بیوی سے شادی پر جس کو عمر فاروق رضؓ زنا کے مترادف سمجھتے تھے خالد رضؓ کو سنگسار کیا جائے، لیکن ابوبکر صدیق رضؓ نے عمر فاروق رضؓ کا مشورہ رد کر دیا، اُن کی رائے تھی کہ خالد رضؓ سے اجتہادی غلطی ہوئی ہے جس کی تلافی مالک کا خوں بہا ادا کر کے ہو سکتی ہے۔[2]

۲۔ خالد بن ولید رضؓ اپنی عسکری سرگرمیوں میں ذاتی اجتہاد سے کام لے کر خلیفہ کی ہدایات نظر انداز کر دیتے تھے، مثلاً انھوں نے مسیلمہ کا قصہ پاک کر کے اہلِ یمامہ سے صلح کر لی تھی جو خلیفہ کی مرضی کے خلاف تھی، مثلاً انھوں نے یمامہ کے لیڈر مُجاعہ سے آسان سمجھوتہ کر کے اس کی حسین لڑکی سے شادی کر لی تھی، جو ابوبکر صدیق رضؓ کی برہمی کا باعث ہوئی، مثلاً وہ عقیدت مندوں اور شاعروں کو عطیات سے نوازا کرتے تھے۔ یہ اور اسی طرح کی بے ضابطگیاں دیکھ کر عمر فاروق رضؓ ابوبکر صدیق رضؓ سے اصرار کرتے کہ خالد رضؓ کو معزول کر دیں،

[1] سنن کبریٰ بیہقی حیدرآباد ہند ۸/۴ - [2] تاریخ رِدّہ، ندوۃ المصنفین دہلی ص ۶۶ -

لیکن وہ اُن کی بات نہ مانتے، اُن کی رائے تھی کہ خالدؓ کی خدمات ایسی شان دار ہیں کہ اُن کی بے ضابطگیوں کو بخشا جاسکتا ہے۔[۱]

(۳) عمان کے عربوں نے زکوٰۃ روک لی تھی، اُن کی سرکوبی کے لئے ایک فوج گئی جس نے انکو کھلے میدان میں شکست دی، پھر باغی لیڈر عمان کے شہر دَبا میں محصور ہو گئے اور کئی ہفتے بعد خوراک اور پانی کی قلت سے مجبور ہو کر انھوں نے غیر مشروط طور پر ہتیار ڈال دیئے، باغی لیڈروں کو قلعہ کے دروازہ پر قتل کردیا گیا لیکن قلعہ کے تین سو بالغ مرد اور چار سو عورتوں، بچوں کو قید کرکے مدینہ بھیج دیا گیا تاکہ خلیفہ اپنی صوابدید سے جیسا چاہیں ان کو سزا دیں، ابوبکر صدیقؓ کی رائے تھی کہ بالغوں کو قتل کردیا جائے، اور عورتوں، بچوں کو غلام بنا لیا جائے، عمر فاروقؓ اس رائے کے خلاف تھے، اُن کی دلیل تھی کہ قیدی مسلمان ہیں انھوں نے روپے کی ماتما میں زکوٰۃ روک لی تھی جس کی ان کو کافی سزا مل چکی ہے، قیدی بھی کہتے: ہم نے اسلام ترک نہیں کیا، ہم صرف زکوٰۃ سے بچنا چاہتے تھے، ابوبکر صدیقؓ کا موقف تھا کہ انھوں نے زکوٰۃ روک کر اسلام کے خلاف بغاوت کی ہے اور مدینہ کی ماتحتی کو ٹھکرایا ہے، ان کو عبرتناک سزا ملنا چاہیئے تاکہ دوسرے عربوں کو ایسی جرأت کرنے کی ہمت نہ ہو۔ لیکن چوں کہ عمر فاروقؓ سخت اور دبنگ آدمی تھے اور مدینہ کے دوسرے بہت سے صحابہ اُن کے ہمنوا۔ ابوبکر صدیقؓ قیدیوں کو قتل نہ کرا سکے، ان کو نظر بند کردیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد ابوبکر صدیقؓ کا انتقال ہوگیا، خلیفہ ہو کر پہلی فرصت میں عمر فاروقؓ نے ان قیدیوں سے مخاطب ہو کر کہا: میری رائے شروع ہی سے تم کو معلوم ہے، اب میں خلیفہ ہوگیا ہوں تم آزاد ہو جہاں چاہو چلے جاؤ۔[۲]

(۴) جزیرۂ عرب کی بغاوت فرو کرکے ابوبکر صدیقؓ عراق اور شام کی طرف متوجہ ہوئے، ان کے متعدد سالاروں نے جن میں خالد بن ولیدؓ سب سے ممتاز تھے عرب، عراق سرحد پر ترکتازی کرکے بہت سے قصبے، دیہات اور شہر جن میں حیرہ سب سے اہم تھا فتح کرلئے، اور مغرب میں ابوبکر صدیقؓ

۱۔ تاریخ ردۃ، ندوۃ المصنفین دہلی ص ۱۱۴ - ۱۱۷ - اس سلسلہ میں مزید دیکھئے نسب قریش مصعب زبیری مصر ص۳۲۱

۲۔ الاکتفاء کلاعی بلنسی قلمی ص۲۶۷

کے سالار جنگی کمانِ اعلیٰ ابو عبیدہ بن جرّاح کے ہاتھ میں تھی، عرب، شام سرحد تسخیر کرکے اُردُن اور دِمشق کے مضافات تک پہونچ گئے، بازنطینی قیصر نے جس کی قلمرو میں ملک شام بھی داخل تھا یہ دیکھ کر کہ شام کے مقامی جنرل عربوں کا ریلا روکنے سے قاصر رہے ہیں، مرکز کی زیرِ نگرانی ایک بڑی فوج بھیجی جس کی تعداد اور ہتیاروں کے بارے میں عرب سالاروں کو ایسی پُر مبالغہ خبریں موصول ہوئیں کہ وہ گھبرا گئے اور ابوبکر صدیق رض سے مدد طلب کی، ابوبکر صدیق رض نے کافی رسد بھیجی لیکن سالار مطمئن نہ ہوئے اور برابر اپنی کمزوری کا اظہار اور مزید کمک کا تقاضہ کرتے رہے، ابوبکر صدیق رض نے محسوس کیا کہ شام میں فوج سے زیادہ ایک ایسے کمانڈر کی ضرورت ہے جو دشمن کی تعداد اور ہتیاروں سے نہ گھبراتا ہو، جو جنگ کے پینتروں سے خوب واقف ہو جس کے دل میں ہراس کی جگہ جرأت اور کمزوری کی جگہ خود اعتمادی ہو، خالد بن ولید رض میں یہ صفات موجود تھیں لہٰذا انھوں نے خالد رض کو عراق کے مورچہ سے ہٹا کر شامی فوجوں کا کمانڈر ان چیف بنانے کا فیصلہ کیا، عمر فاروق رض نے اس فیصلہ کی مخالفت کی، وہ خالد رض کو ناپسند کرتے تھے، خالد رض اُن کے رشتہ دار تھے اور بچپن ہی سے دونوں میں اس طرح کی رقابت تھی جیسی چچا اور ماموں زاد بھائیوں میں ہوا کرتی ہے، خالد رض کی بے باکی اور بے ضابطگیوں نے جن میں سے بعض کا اوپر ذکر ہوا، عمر فاروق رض کو اور زیادہ برہم کر دیا تھا اور وہ خالد رض کو معزول دیکھنا چاہتے تھے نہ کہ زیادہ بڑے عہدہ پر فائز! اس کے علاوہ اُن کو یہ بات بھی ناگوار تھی کہ ایک پُرانے اور دیرینہ خدمت صحابی ابو عبیدہ بن جرّاح کو جو اُن کے مخلص دوست بھی تھے، خالد جیسے نو مسلم اور نو خدمت شخص کا ماتحت بنایا جائے، انھوں نے ابوبکر صدیق رض سے احتجاج کیا لیکن ابوبکر صدیق رض نے اپنی رائے نہیں بدلی، چند ہفتے بعد جب ابوبکر صدیق رض کا انتقال ہوا اور عمر فاروق رض خلیفہ ہوئے تو انھوں نے سب سے پہلا سرکاری خط جو لکھا وہ خالد بن ولید رض کی معزولی سے متعلق تھا۔

دورِ فاروقی (تقریباً گیارہ سال از ۱۳ھ تا ۲۳ھ)

وقتی ضرورت یا مفادِ عامہ کی خاطر عمر فاروق رض نے قرآن کے جن مدنی ضابطوں کو نظر انداز کیا ان میں مندرجہ ذیل خاص طور پر نمایاں ہیں:

۱- وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُم مِّن شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَىٰ وَالْيَتَامَىٰ وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ - واضح ہو کہ علاقہ لڑکر تمہارے قبضہ میں آئے اس کے پانچویں حصہ کے حق دار خدا، رسول، رسول کے کنبہ والے، یتیم اور مساکین ہیں۔

ہجرت کے ساتویں سال جب رسول اللہؐ نے خیبر کے یہود کو شکست دی تو ان کی اراضی اور نخلستانوں کے مذکورہ بالا آیت کے مطابق پانچ حصے کئے جن میں سے چار فوج میں بانٹ دیئے اور پانچواں حصہ آیت کی مندرجہ مدوں کے لئے الگ کرلیا، عمر فاروقؓ کے دور میں سب سے پہلا ملک جو عربوں نے بزورِ شمشیر فتح کیا، عراق تھا۔ عراق کی فتح میں بدری صحابی کافی بڑی تعداد میں موجود تھے، انھوں نے مذکورۂ بالا آیت اور خیبر میں رسول اللہؐ کے عمل کو سامنے رکھ کر مطالبہ کیا کہ عراق کا ⅘ حصہ فوج میں تقسیم کیا جائے۔ عراق کے بعد متعدد دوسرے علاقوں کے فاتحین نے بھی اسی طرح کا مطالبہ کیا، لیکن عمر فاروقؓ نے یہ مطالبہ رد کردیا اور عربوں کے بڑے مفاد کے پیشِ نظر اس آیت اور سنتِ نبیؐ دونوں کو نظر انداز کردیا، اوّل تو بڑے بڑے ملکوں کے دریاؤں، جنگلوں، پہاڑوں، جھیلوں وغیرہ کی منصفانہ تقسیم ہی کس کے بس کی بات تھی، دوسرے ان کو اندیشہ تھا کہ اگر مفتوحہ علاقے عربوں میں تقسیم کردیئے گئے تو وہ عیش و آرام کے خوگر ہوجائیں گے اور جہاد کے لئے ان میں چستی اور مستعدی باقی نہیں رہے گی اور دشمن سے لڑنے کی بجائے وہ آپس میں لڑنے لگیں گے۔

(۲) رسول اللہؐ کی زندگی میں ایسے قبائلی لیڈروں اور بارسوخ عرب اکابر کا ایک طبقہ تھا جنھوں نے حالات سے مجبور ہوکر اسلام قبول کرلیا تھا لیکن جو دل سے نہ تو اس کے قائل تھے نہ رسول اللہؐ کے خیرخواہ، رسول اللہؐ ان کی دل جوئی کرتے اور ان کی مخلصانہ وفاداری حاصل کرنے کے لئے ان کو مالِ غنیمت سے خاص حصے دیتے مثلاً اگر عام لوگوں کو دس اونٹ دیتے تو ان کو سو، ان لوگوں کو مؤلفۃ القلوب کہا جاتا تھا اور مدنی قرآن نے زکوٰۃ کی آمدنی میں اُن کا ایک حصہ بھی مقرر کردیا تھا جب اندرونِ ملک میں بغاوتوں کا قلع قمع ہوگیا اور عربوں نے چار و ناچار اسلام قبول کرلیا اور مؤلفۃ القلوب کی وفاداری سے حکومتِ مدینہ مستغنی ہوگئی تو عمر فاروقؓ نے ان کا حصہ جو قرآن نے مقرر کیا تھا بند کردیا۔

(۳) مدنی قرآن میں چور کی سزا قطعِ ید مقرر کی گئی ہے لیکن عمر فاروق رضؓ نے اُن غلاموں کو یہ سزا نہیں دی جنھوں نے ایک اونٹ چرالیا تھا کیوں کہ تحقیق کرنے پر ان کو معلوم ہوا کہ غلاموں کا مالک ان کو بھوکا ننگا رکھتا ہے، اُن کے لئے اس کے سوا کوئی چارہ نہ تھا کہ چوری کر کے پیٹ بھرتے۔[1]

عمر فاروق رضؓ نے اُس غلام کو بھی قرآن کی تجویز کردہ سزا نہیں دی جس نے اپنی مالکہ کا آئینہ چرالیا تھا جس کی قیمت کم و بیش تین[3] روپے تھی۔ انھوں نے غلام کے مالک سے یہ کہہ کر اس کو چھوڑ دیا: (یہ تمہارا خادم ہے، اس نے تمہاری ہی چیز چرائی کسی غیر کی نہیں) لیس علیہ قطع، خادمکم سرق متاعکم۔[2]

ایک سال حجاز میں قحط پڑا، گھاس، پانی، باغ اور کھیت سب سوکھ گئے، بازاروں اور منڈیوں میں خاک اُڑنے لگی، خورد و نوش کا سامان بے حد کمیاب اور گراں ہوگیا، اس آزمائش کے زمانہ میں بھی عمر فاروق نے چور کو چوری کی سزا نہیں دی، ان کے ایک خط سے تو یہاں تک ظاہر ہوتا ہے کہ بیت المال سے چوری کرنے والا بھی ان کی رائے میں سزا کا مستحق نہ تھا۔[3]

(۴) مدنی قرآن کا ضابطہ ہے اور رسول اللہ صلعم کی سنت تھی کہ نکاح کے بعد اگر کوئی شخص اپنی منکوحہ سے جماع کئے بغیر طلاق دیدے تو اس پر نصف مہر واجب ہوگا، عمر فاروق رضؓ نے اس ضابطہ میں ایک بڑی ترمیم کر کے یہ قاعدہ بنایا کہ نکاح کے بعد اگر شوہر اور منکوحہ تنہائی میں یکجا ہو جائیں تب بھی پورا مہر واجب ہوگا۔ قضی فی امرأۃ یتزوجہا الرجل أنہا إذا أرخیت الستور فقد وجب الصداق۔[4]

(۵) مدنی قرآن میں زانی کی سزا سَو کوڑے مقرر کی گئی ہے لیکن اس باب میں عمر فاروق رضؓ کا اجتہاد تھا کہ اگر زانی کو زنا کرتے وقت اس کی حرمت کا علم نہ ہو تو وہ سزا کا مستحق نہیں، ان کے کسی گورنر نے ایک شخص کے بارے میں لکھا کہ اس نے زنا کیا ہے، لیکن وہ کہتا ہے کہ مجھے اس کی حرمت کا علم نہ تھا، عمر فاروق رضؓ نے فیصلہ دیا کہ زانی سے حلف لیا جائے کہ اس کو معلوم نہ تھا کہ زنا حرام ہے، اگر وہ حلف لے لے تو اسکو سزا نہ دی جائے۔[5]

---

[1] دیکھئے اعلام الموقعین ابن القیم مصر ۳/ ۲۲ و ۳۳ وسنن کبری ۸/ ۲۷۸ و فجر الاسلام احمد امین مصر ص ۲۹۳۔ [2] سنن کبری ۸/ ۲۸۲ وکتاب الام شافعی مصر ۷/ ۲۱۶ - ۲۱۷۔ [3] کنز العمال متقی برہان پوری، حیدرآباد دہند ۳/ ۱۱۵۔ [4] کتاب الام ۷/ ۲۱۷۔
[5] غریب الحدیث قاسم بن سلام قلمی و کنز العمال ۳/ ۸۷ کچھ فرق کے ساتھ۔

(۶) مدنی قرآن میں کتابی عورتوں سے شادی کی اجازت دی گئی ہے۔ لیکن عمر فاروق رضؓ نے اپنے ایک صحابی افسر کو جو عراق میں لگان بندی کے کمشنر تھے اور جنھوں نے مدائن کی ایک یہودی خاتون سے شادی کرلی تھی۔ طلاق دینے پر مجبور کیا، یہ افسر جن کا نام حذیفہ بن یمان تھا بگڑے اور خلیفہ سے احتجاج کیا کہ جب قرآن کتابی عورت سے شادی کی اجازت دیتا ہے تو آپ کیوں منع کرتے ہیں، عمر فاروق رضؓ نے لکھا کہ یہ درست ہے کہ از روئے قرآن کتابی عورتوں سے شادی جائز ہے۔ لیکن مصلحت کا تقاضہ ہے کہ عجمی عورتوں سے شادی نہ کی جائے کیوں کہ وہ حسین ہوتی ہیں اور اگر ان سے شادی کا دروازہ کھول دیا گیا تو عرب اپنی ہم قوم عورتوں سے شادی بیاہ کرنا بند کردیں گے۔ اور وہ جنسِ کاسد ہو کر رہ جائیں گی۔ [1]

(۸) تاریخ و آثار میں ایسے بہت سے معاملات کا ذکر موجود ہے جن میں عمر فاروق رضؓ کا اجتہاد رسول اللہ ﷺ کے اجتہاد سے مختلف تھا، عمر فاروق رضؓ جب رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کرتے تو کبھی رسول اللہ ﷺ ان کی رائے مان لیتے اور کبھی اس کو مسترد کر دیتے تھے، ایسے بعض معاملات کا ذکر جن میں عمر فاروق رضؓ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کی زندگی میں اختلاف کیا تھا، ہم ایک دوسرے مضمون میں جس کا عنوان ہے: عمر فاروق رضؓ کا اجتہاد" کرچکے ہیں، یہاں ہم رسول اللہ ﷺ کے ان سنن و احکام کا ذکر کریں گے جن پر عمر فاروق رضؓ نے خلیفہ ہو کر نئے تقاضوں کی بنا پر عمل نہیں کیا اور اپنے اجتہاد سے کام لیا۔

(۱) رسول اللہ ﷺ نے اپنے مؤذن بلال حبشی رضؓ کو زمین کا ایک لمبا چوڑا پلاٹ بطور جاگیر عطا کیا تھا۔ اس پلاٹ کے کچھ حصہ پر انھوں نے کاشت کی، نہ باغ لگائے نہ کسی دوسرے کو زراعت کے لئے دیا۔

عمر فاروق رضؓ نے خلیفہ ہو کر بلال رضؓ سے کہا: " رسول اللہ ﷺ نے بہت بڑا پلاٹ تم کو عطا کیا ہے جس کا سنبھالنا تمہارے بس سے باہر ہے، اس کا اتنا حصہ جس کی تم داشت پرداخت کر رہے ہو رکھ لو اور باقی مجھے دیدو تاکہ میں دوسرے ضرورت مندوں میں تقسیم کردوں " بلال رضؓ نے کہا: " یہ پلاٹ رسول اللہ ﷺ کا عطیہ ہے، میں اس کا کوئی حصہ نہیں دے سکتا۔" اس کے باوجود عمر فاروق رضؓ نے پلاٹ کے اس حصہ سے بلال رضؓ کو بے دخل کردیا جس کو وہ استعمال نہیں کر رہے تھے۔ [2]

---

[1] تاریخ طبری مصر ۴/۱۴۷ و ازالۃ الخفا شاہ ولی اللہ بریلی ہند ۲/۱۱۲ و ۱۸۱، احکام القرآن جصاص ۲/۳۲۴ میں ممانعت کی اس سے مختلف دلیل پیش کی گئی ہے۔ [2] سنن کبریٰ ۶/۱۴۹۔

(۲) رسول اللہؐ شراب پینے والے کو چانٹوں، ہنٹیوں اور جوتوں سے پٹواتے تھے، شراب خور کو نہ تو کوڑے سے مارا جاتا تھا اور نہ مار کی کوئی مقدار یا حد مقرر تھی لیکن عمر فاروقؓ نے شراب نوشی کی روک تھام کے لئے اسّی کوڑوں کی سزا مقرر کی۔

(۳) رسول اللہؐ چور کا ہاتھ اس وقت کاٹتے جب چرائے ہوئے مال کی قیمت ڈیڑھ روپے ہوتی لیکن عمر فاروقؓ نے ایسے چور کا بھی ہاتھ نہیں کاٹا جس نے چار روپے کی مالیت کا سامان چرایا تھا۔[۱]

(۴) رسول اللہؐ احرام کے وقت خوب خوشبو لگا کر حج کرنے جاتے تھے تاکہ حج کے دوران دھوپ اور گرمی میں چلنے پھرنے سے پسینہ کی بُو سے خود انھیں اور دوسروں کو ایذا نہ پہنچے لیکن عمر فاروقؓ نے احرام سے پہلے خوشبو لگانے کی سخت ممانعت کر دی تھی۔ بی بی عائشہؓ: جب رسول اللہؐ حج کے لئے احرام باندھتے اور جب مناسکِ حج سے فارغ ہوتے تو میں خوب اچھی طرح ان کے خوشبو لگاتی تھی۔ حالتِ احرام میں ان کی مانگ میں چمکتی ہوئی خوشبو کا منظر اس وقت بھی میری نظروں میں ہے۔[۲] عبداللہ بن عمر: حالتِ احرام میں عمر فاروقؓ کو امیر معاویہؓ کے کپڑوں سے خوشبو کی مہک آئی۔ انھوں نے پوچھا: یہ خوشبو کس کے پاس سے آ رہی ہے؟ امیر معاویہؓ: بہن ام حبیبہؓ (رسول اللہؐ کی بیوی) نے تھوڑی سی خوشبو میرے لگا دی تھی، عمر فاروقؓ: فوراً جاؤ اور ام حبیبہؓ سے خوشبو دُھلوا ڈالو۔ مجھے یہ پسند ہے کہ محرم کے پاس سے کولتار کی بُو آئے لیکن یہ پسند نہیں کہ اس کے پاس سے عطر کی مہک آئے۔[۳]

(۵) رسول اللہؐ نے حج کے مہینوں، شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحج، میں حج کے ساتھ عُمرہ بھی کیا لیکن عمر فاروقؓ نے اس کی بالکل ممانعت کر دی تھی، اُن کا حکم تھا کہ حج کے مہینوں میں صرف حج کیا جائے۔ اور عُمرہ کو مقصود بالذات بنا کر باقی نو مہینوں میں لوگ مکہ کا سفر کیا کریں۔[۴]

(۶) رسول اللہؐ کا حکم تھا کہ اگر کسی کے پاس کوئی ودیعت یا امانت ضائع ہو جائے تو اس کا تاوان

---

[۱] سنن کبری ۸/۲۵۵ - ۲۵۶ و ۲۶۰ - [۲] سنن کبری ۵/۳۴ - وکتاب الام ۷/۲۰۰ - [۳] سنن کبری ۵/۳۴، ۳۵
[۴] ایضاً ۵/۲۰ وتاریخ طبری ۵/۳۲ -

نہیں لینا چاہیے، عمر فاروق رضؓ نے اس حکم کی تعمیل نہیں کی، اُن کی رائے تھی کہ تاوان نہ لینے سے لوگوں کی نیت خراب ہو جائے گی، صحابی انس بن مالک رضؓ کہتے ہیں کہ میرے پاس کسی نے امانت رکھی تھی وہ چوری ہو گئی تو عمر فاروق رضؓ نے اس کا تاوان دلوایا۔[1]

(۷) صحابی مُغیرہ بن شعبہ رضؓ نے ایک دن عمر فاروق رضؓ کے دروازہ پر دستک دی تو انھوں نے اندر سے پوچھا: کون ہے؟ مغیرہ رضؓ نے کہا: ابو عیسیٰ - عمر فاروق رضؓ: ابو عیسیٰ کون؟ مغیرہ: مُغیرہ بن شعبہ رضؓ۔ عمر فاروق رضؓ: برہم ہو کر کیا عیسیٰ کا بھی کوئی باپ تھا؟ کئی صحابیوں نے اس بات کی شہادت دی کہ رسول اللہؐ مغیرہ بن شعبہ رضؓ کو ابو عیسیٰ کہہ کر پکارتے تھے، عمر فاروق رضؓ: رسول اللہؐ کی بات اور تھی، میں اِس کنیۃ کی اجازت نہیں دے سکتا، میں تمہاری کنیۃ ابو عبداللہ رضؓ مقرر کرتا ہوں۔[2]

(۸) میدانِ جنگ میں اگر کوئی شخص اپنے مدِمقابل دشمن کو مار ڈالتا تو اس کے ہتیار اور کپڑے وغیرہ رسول اللہؐ قاتل کو بخش دیتے تھے، اس سلسلہ میں ان کا حکم تھا: من قتل قتیلاً فلہ سلبہ یعنی مقتول کے ہتیاروں، اور جسم کے کپڑوں وغیرہ کا مستحق اس کا قاتل ہے، عمر فاروق رضؓ کے عہد میں صحابی برا بن مالک رضؓ نے ایک فارسی جنرل کو مار کر اس کی وردی اتارلی، اُس کے پٹکے پر قیمتی پتھر ٹکے ہوئے تھے اور اس کے بازوؤں پر عہدہ کے امتیازی نشان کے طور پر سونے کے ۲ ڈو کڑے تھے۔

عمر فاروق رضؓ کو اس کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے وردی اور متعلقہ چیزیں لے لیں اور ان کو بیچ کر خُمس یعنی سرکاری حصّہ نکال لیا اور باقی برا بن مالک رضؓ کو دیدیا۔[3]

(۹) رسول اللہ صلعم نے ایک ضابطہ یہ بنایا تھا کہ جس عورت کو تین طلاقیں دی گئی ہوں اس کا نان نفقہ اور رہائش اگلی شادی تک طلاق دینے والے شوہر کے ذمہ نہیں ہوگی، عمر فاروق رضؓ کا عمل اس ضابطہ کے خلاف تھا، انھوں نے ایسی مطلقہ کا نان نفقہ اور مکان کا کرایہ اگلی شادی تک اس کے طلاق دینے والے شوہر پر لازم کر دیا تھا۔[4]

---

[1] تاریخ طبری ۶/۲۹۰ - [2] اصابہ ۳/۴۵۳ - [3] کتاب الاموال قاسم بن سلام ص ۳۱۳ - وسنن کبریٰ ۶/۳۱۱
[4] کتاب الآثار ابو یوسف مصر ص ۱۳۲ وسنن کبریٰ ۷/۴۷۵ -

(۱۰) رسول اللہؐ اپنی بیویوں اور لڑکیوں کا مہر ڈھائی سو روپے سے زیادہ نہیں باندھتے تھے۔
لیکن عمر فاروقؓ نے علی حیدر کی لڑکی ام کلثوم سے بیس ہزار روپے مہر پر شادی کی تھی۔[۱]

(۱۱) رسول اللہؐ قرآن کے مشکل اور مبہم الفاظ کی تشریح و تفسیر کیا کرتے تھے، لیکن عمر فاروقؓ اس کے مخالف تھے اور کسی کو اجازت نہ دیتے تھے کہ وہ مشکلات و مبہماتِ قرآن کی تشریح و تفسیر کی کھوج کرے، اس سلسلہ میں ایک دل چسپ قصہ بھی بیان کیا گیا ہے۔ بصرہ کا ایک عرب جو مدینہ آیا ہوا تھا مشکلاتِ قرآن کی تشریح کے لئے صحابہ کا پیچھا کرتا تھا، اس کی اطلاع عمر فاروقؓ کو ہوئی تو انھوں نے عرب کو جس کا نام بعض مؤرخ اصبغ تمیمی بتاتے ہیں بُلوایا، اس کو ڈانٹا اور مارا پھر اس کو مدینہ سے نکال دیا۔ اور بصرہ کے گورنر کو یہ خط بھیجا: اصبغ تمیمی کار آمد باتوں کو چھوڑ کر (یعنی قرآن کی واضح آیات) غیر ضروری اور دور از کار باتوں (یعنی مشکلات، مبہمات اور متشابہاتِ قرآن) کے پیچھے پڑا ہے، میرا یہ خط موصول ہو تو سارے مسلمان اصبغ کے ساتھ خرید و فروخت بند کردیں، اگر وہ بیمار ہو تو کوئی اس کی عیادت کو نہ جائے اور اگر اس کا انتقال ہو تو کوئی اُس کے کفن دفن میں شریک نہ ہو۔[۲]

(۱۲) رسول اللہؐ نے حالتِ احرام میں صرف ان پانچ جانوروں کو مارنے کی اجازت دی تھی: کوا، چیل، بچھو، چوہا، اور کٹکھنا کُتا۔ لیکن عمر فاروقؓ نے اُن میں سانپ کا مزید اضافہ کر دیا۔[۳]

(۱۳) رسول اللہؐ اپنی بیویوں کو حج کے لئے مکہ لیجاتے تھے، لیکن عمر فاروقؓ نے اس اندیشہ سے کہ ان کے ساتھ کوئی نامناسب واقعہ نہ پیش آجائے ان کو حج کرنے سے منع کر دیا تھا۔[۴]

(۱۴) رسول اللہؐ مالِ غنیمت میں سے گھوڑے کو دو حصے اور اس کے مالک کو ایک حصہ دیتے تھے۔
لیکن عمر فاروقؓ نے گھوڑے کا ایک حصہ ساقط کر دیا۔[۵]

—(باقی)—

---

[۱] تاریخ طبری ۵/۱۶۔ [۲] کنز العمال ۱/۲۲۹-۲۳۰۔ [۳] کتاب الاُم ۷/۱۹۸۔
[۴] انساب الاشراف بلاذری مصر ۱/۴۶۵۔ [۵] کتاب الخراج ابو یوسف مصر صفحہ ۱۱۔